ظہور امام مہدی کے بارے میں ایک علمی و تحقیقی جائزہ

(A scientific and research review about the appearance of Imam Mehdi)

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان جدون•　　ڈاکٹر عبدالجلیل••　　ناصر علی•••

Belief in the doomsday means Qiamat is one of the fundamental pillars of Islam. It is the day when the whole universe will be destroyed and resurrected for the judgment. In Islamic point of view, this day will be the beginning of a new life which will never come to an end. But nobody know about the exact time of occurring of this day, even this knowledge has not been given to any prophet or angel, however there are many events going to take place to the coming of this day. In these events, some of the signs are minor like lifting of knowledge and high consumption of alcohol etc, while some of them are considered as major ones, for example advent of Messiah (Dajal), and second coming of Jesus and Imam Mehdi. Imam Mehdi is one of the major event and sign of Coming of Qiamat. However, scholars differ as to when Imam Mehdi will come.

Keywords: Imam Mehdi, Time of Coming, Islam, Day of Judgment, Predictions.

تعارف

حضرت امام مہدی کی آمد امت مسلمہ کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ اور دجال مسیح کے ساتھ، ان کی آمد بھی علامات قیامت میں سے ایک بڑی علامت ہے۔ بلکہ ان کی آمد ہی اصل میں آمد دجال اور آمد عیسیٰ کی تمہید ہوگی۔ اب ان کی آمد کب ہوگی؟ اس بابت قرآن اور احادیث خاموش ہیں تاہم علماء کرام نے اس بارے میں کھوج لگا کر کچھ اندازے لگائے ہیں جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ محض اہلسنت والجماعت کے علماء کی آراء اور عقائد ہیں کیونکہ اہل تشیع کے عقائد اس سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ امام مہدی کو بارھواں امام کہتے ہیں۔

• اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات جامعہ اسلامیہ الحمد اسلام آباد ziajadoon313@gmail.com
•• لیکچرار شعبہ اسلامیات گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کرک Jalilkhattak90@gmail.com
••• پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اسلامیات جامعہ عبدالولی خان مردان nasirali98292@gmail.com

ظہور مہدی کا وقت

مہدی کب تشریف لائیں گے؟ قطعی تو کچھ نہیں کہا جاسکتا اس لیے کہ نصوص میں ایسی کوئی صریح نشانی موجود تو نہیں ہے جس میں مہدی کے آنے کا وقت بتایا گیا ھو۔ گویا یہ بھی قیامت کی طرح صیغہ راز میں رکھا گیا ہے اور اس میں حکمت خداوندی حضرات علماء نے یہ بتائی ہے کہ لوگ بے خبر ہو کر گناہوں میں نہ لگ جائیں جیسا کہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کے ابہام میں حکمت یہ ہے کہ سبھی انسانوں کو یہ خطرہ ہر وقت لاحق رہے۔ اگر وقت مقررہ بتایا جاتا تو پچھلے لوگ بے غم ہو کر گناہوں میں لگے رہتے کہ ہمیں کیا جن پر آئے وہ بھگت لیں[1]، البتہ اگر تحقیقی طور پر دیکھا جائے اور خوامخواہ اس بابت کچھ جانکاری ضروری ہو تو ایک قیاس کے مطابق ایسا کہنا بے نہ ہوگا کہ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں ایک اشارہ ملتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ دوجی صدی ہجری کے ختم ہونے (End) کے بعد قیامت کی علامات یعنی نشانیاں شروعات ہوں گی۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے؛

الآيات بعد المائتين [2]

"قیامت کی نشانیاں دوسری صدی ہجری ختم ہوتے ہی ظاہر ہونا شروع ہوں گی۔"

حدیث مذکور کے متعلق اکثر علماء نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں عون بن عمارہ عبدی نامی راوی ضعیف ہے۔ جیسا کہ ابن جوزی نے الموضوعات میں لکھا ہے[3] اور دیگر علماء نے بھی گرچہ اس حدیث کی صحت پر خوب کلام کیا ہے[4]، تاہم امام حاکم نے اس حدیث کو اپنی مستدرک میں شامل کیا ہے، ساتھ میں یہ بھی رقم کیا ہے کہ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

---

[1] قاری محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، دارالاشاعت کراچی 1997ء، 5/139

[2] السنن لابن ماجہ، کتاب الفتن، رقم الحدیث 4057۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم 8319

[3] الموضوعات لابن جوزی، داراحیاء التراث بیروت 1420ھ، ص 193

[4] إسناده ضعيف لضعف عون بن عمارة. وقد حكم على هذا الحديث بالوضع غير واحد من أهل العلم كابن الجوزي في "الموضوعات"، وابن القيم في المنار المنيف"، وقال الذهبي: أحسبه موضوعًا. وقال البخاري: فقد مضى مئتان ولم يكن من الآيات شيء. وقال الدارقطني في "العلل" 6/ 165: ليس ذلك شيء صحيح. قلنا: لكن صححه الحاكم 4/ 428 فلم يُصِب!وقال ابن كثير في "النهاية"1/ 11: لا يصح، ولو صح فمحمول على ما وقع من الفتنة بسبب القول بخلق القرآن والمحنة للإمام أحمد بن حنبل وأصحابه من أهل الحديث.وقد وهم عونٌ في إسناده كذلك كما أشار المزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة المثنى بن ثمامة، فقال: هكذا وقع عند ابن ماجه نسب عبد الله بن المثنى في هذا الحديث، وذلك وهم، ليس في نسبه ثمامة، إنما ثمامة عمه، وهو معروف مشهور، وقد تقدم في موضعه على الصواب. قال: وفيه وهم آخر، وهو قوله: عن أبيه عن جده، وإنما يروي عبد الله بن المثنى عن عمه ثمامة بن عبد الله بن أنس وغيره كما تقدم في ترجمته، ولا نعرف له رواية عن أبيه ولا لغيره لا في هذا الحديث ولا في غيره، والله أعلم.وأخرجه العقيلي في "الضعفاء" 3/ 329، ومن طريقه ابن الجوزي في "العلل المتناهية" (1429) من طريق عون بن عمارة، بهذا الإسناد.وأخرجه ابن الجوزي في "الموضوعات" 3/ 197 - 198 من طريق عون بن عمارة، عن عبد الله بن المثنى، عن أبيه، عن جده أنس، عن أبي قتادة. وفي إسناده محمَّد بن يونس الكُديمي أيضًا وهو الذي اتهمه ابن الجوزي بوضع هذا الحديث. قلنا: لكنه لم ينفرد به عن عون بل تابعه غيره.وأخرجه الحاكم 4/ 428، والمزي في ترجمة المثنى بن ثمامة من طريق عون، عن ثمامة، عن أنس، عن أبي قتادة.

اس سے یہ مطلب و مفہوم مراد لیا جاسکتا ہے کہ قیامت کی علامات قریبہ یا علامات کبریٰ، وہ تب وقوع پذیر ہوں گی یا ان کا وقوع پذیر ہونا تب شروع ہو گا جب آپ ﷺ کے وصال کو دو صدیاں گزر جائیں جیسا کہ فتح قسطنطنیہ، نار، تاتاری فتنہ وغیرہ اس کے بعد دیکھنے ملے۔ دو سو برس کے بعد علامات قیامت شروع ہو جائیں گی تو سوال یہ ہے کہ یہ دو سو برس یعنی دو صدیاں کس وقت سے شمار کئے جائیں گے یعنی کس واقعہ کے بعد یا کس سن اور صدی کے بعد دو سو سال کے بیت جانے کے بعد علامات شروع ہو جائیں گی۔ اس کے جواب میں شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ؛

آيات الساعة وعلامات القيامة، تظهر باعتبار ابتدائها ظهور ا كاملا (بعد المائتين) أي من الهجرة النبويه، أو من دولة الإسلام، أو من وفاته - عليه الصلاة والسلام - ويحتمل أن يكون اللام في المائتين للعهد أي بعد المائتين بعد الألف، وهو وقت ظهور المهدي[5]

یعنی اس "المائتین" میں الف لام عہدی ہے جس سے مراد ہزار سال کے بعد دو سو برس مراد ہے کہ وہی وقت سے پھر ظہور مہدی کا زمانہ قریب تر ہو گا۔ محدث غور غشتویؒ نے اسکی تائید کی ہے[6]، تاہم بعض علماء نے اس حدیث کی ضعف کی وجہ سے اور امام بخاری نے اس کو منکر گردان کر لکھا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ علامات شروع ہو چکی ہوتیں کیونکہ دو سو سال تو کب کو پورے ہو چکے ہیں[7] تاہم بعض حضرات کا کہنا ہے کہ دو سو سال ہزار سال کے بعد مراد ہیں لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ بارہ سو سال بھی ہجرت اور وصال کو ہو چکے ہیں کہ آج 1445ھ ہے۔ علامہ صنعانی نے اس کا جواب لکھا ہے کہ ممکن ہو اس سے مراد وہ وقت ہو جب درمیانی علامات شروع ہو جائیں مثلاً کنیز اپنی مالکہ کو جنیں، بھیڑ بکریوں والے عمارات میں مقابلہ کرنے لگے نااہل لوگ حکمران بننے لگے وغیرہ تب دس بڑی علامات کا وقوع دو سو سال بعد ہو گا[8]۔ بعض اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ مائتین پر حرف لام عہدی ہے جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ قیامت کی علامات یعنی نشانیاں دو سو سال کی اس مدت کے بعد ظاہر ہونا شروع ہوں گی جس کی ابتداء ہزار سال یعنی 1000 برس کے بعد سے ہو گی۔ وضاحت اور تشریح کے لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ ان دو سو برسوں سے گویا بارہ سو برس مراد ہیں اور یہ وہ زمانہ ہو گا کہ جب قیامت کی بڑی نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہوں گی اور بڑی بڑی نشانیاں جیسے ظہور امام مہدی، نزول عیسیٰ، خروج دجال اور دوسری پے درپے علامتوں کے ظاہر ہونے یعنی سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا اور یاجوج ماجوج کا وقت قریب تر آجائے گا[9]۔ بارہ سو برس بعد یعنی 1200ھ کے بعد چھوٹی علامات کا ظہور ہو گا اور پھر دو سو سال بعد یعنی 1400ھ میں

---

[5] ملا علی قاری، المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المفاتیح، مکتبہ امدادیہ ملتان ،10/ 180

[6] حاشیہ مشکوۃ، دارصادر بیروت، 1387ھ، 294/2

[7] قال البخاري هذا الحديث منكر لقد مضى مائتين ولم يكن من الآيات شيء.(محمد بن إسماعيل الصنعانى، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ ،مكتبة دار السلام، الرياض 1432، رقم 3015)

[8] التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ، الحديث 3015

[9] نواب قطب الدین خان، مظاہر حق جدید، 5/ 44، دارالاشاعت کراچی 2002ء

وسطانی علامات کا ظہور شروع ہو گا۔ جیسا کہ اب 1445ھ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ غریب غرباء مالدار ہو کر اپنی عمارات بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کر رہے ہیں، میوزک اور بدکاری عام ہے، کثرت ہرج پوری دنیا کو لپیٹ میں لے چکی ہے۔ یا اس سے مراد صدی نہیں بلکہ ہزار سال ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ علامات قیامت تب ظہور پذیر ہوں گی جب دوہزار سال(Two Thousand years) پورے ہو جائیں گے۔ یعنی دو ہزار سال(2000) کے بعد ممکن ہے علامات قیامت کی شروعات ہو جائیں، اس لیے کہا سکتا ہے کہ اب چونکہ عیسوی سن 2023ء چل رہا ہے اور خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت ساتویں صدی عیسوی میں ہوئی تھی اس لیے دوہزار سال تب پورے ہوں گے جب ستائیسویں صدی عیسوی آجائے اور یا پھر کسر کو چھوڑ کر تیسویں سینچری کا اختتام ہو جائے۔ یا پھر ہجری کی اور سے اگر دیکھا جائے، تو اب پندرھویں صدی ہجری چل رہی ہے، عین ممکن یہ بھی ہے کہ بیسویں صدی ہجری کے اینڈ پر ان علامات قریبہ کی ابتداء ہو جائے اور پھر اس کے بعد اکیسویں صدی ہجری کے ابتداء میں امام مہدی آجائیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے تو اس ضمن میں ایک عجیب بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو حروف مقطعات ہیں ان میں ایک راز یہ بھی ہے کہ اگر ان کے حروف کو ملایا جائے اور ان میں سے مکررات حذف کئے جائیں تو کل اڑتیس حروف بنتے ہیں جن کا عدد 2624 بنتا ہے اور یہ عدد مغربی ہے، جب کہ مشرقی حساب سے 1745 آتا ہے[10]۔ یعنی کیا اس سے مراد عیسوی اور ہجری سال مراد لیے جاسکتے ہیں؟ تاہم نہیں کیونکہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر مذکور ہجری مراد لی جائے تو عیسوی سال یہ نہیں بنتا اور اگر مذکور عیسوی سال مراد لیا جائے تب ہجری سال یہ نہیں بنتا۔ اس لیے ابن حجر عسقلانی نے اس کے متصل بعد لکھ دیا ہے کہ یہ میں نے اس لیے نہیں لکھا ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے کہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے تاہم خلاصہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں ایک اللہ کے ماسوا کسی کو کوئی علم نہیں کہ یہ سب کچھ کب ہونے والا ہے[11]۔

ایک حدیث میں مہدی سے پیشتر آنے والا ظالم بادشاہ سفیانی کی تاریخ انتالیس بیان ہوئی ہے[12]، گویا بیسویں صدی ھجری کے ختم ہونے پر دنیا اپنے اینڈ(End) کی طرف یعنی ٹائم اینڈ کی جانب رواں دواں ہو جائے گا۔ 2039ھ میں شاید ظالم بادشاہ سفیانی ظاہر ہو جائے اور اس کے سال ڈیڑھ سال بعد چونکہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں۔ اس لیے 2040ھ میں امکان ہے کہ حضرت امام مہدی ظہور کر جائیں لیکن یہ محض ایک قیاس یا اندازہ ہے[13]۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ سفیانی انتالیس میں نکلے گا[14]۔ اللہ کو علم ہے کہ اس سے کونسا سن انتالیس مراد

---

[10] (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 6/ 102)

[11] ابن حجر، فتح الباری، 6/ 102

[12] نعیم بن حماد، کتاب الفتن، حدیث 795

[13] مولانا بشیر احمد نے تو اپنی ایک تحقیق میں 1440ھ کا سن لکھا ہے۔ دیکھئے ان کی کتاب " ظہور امام مہدی و فتنہ دجال، الھادی لاہور، 2014ء، ص 75

[14] ایضاً، حدیث 795

ہے[15]۔ کیا اس سے مراد 2039ء ہے یا کہ 1539ھ ہے؟ 2039ء تو ممکن نہیں کیونکہ ابھی تو ڈیڑھ ہزار پورے نہیں ہوئے ہیں البتہ 1539ھ کا امکان بعید نہیں ہے۔ تاہم اس یہاں ایک بنیادی بات رکھنے کی قابل ہے کہ یہ سب احتمالات وقیاسیات ہیں۔ ۔۔۔اگر دو مذکورشدہ احادیث؛ الآیات بعد المائتین اور پھر اس انتالیس والی حدیث کو دیکھ کر ایک اندازہ لگایا جائے تو اس سے 2039ء بنتا ہے۔ پھر بہتر مہینے یعنی چھ سال بعد امام مہدی کا خروج بھی حدیث میں آتا ہے[16]۔ پس ان سب کو ملاکر ایک قیاس کے مطابق 2045ء کا سال ممکن ہے ؟؟؟ محدث ابوقبیل کا یہ قول بھی قابل غور ہے کہ امام مہدی پر لوگ سن 204 میں ظہور کریں گے[17]۔ محدث ابن الھیعہؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے اچھے انداز میں فرماتے ہیں کہ یہ حساب عجم کی ہے نہ کہ عرب کی[18]، تو کیا 204 سے 2040ء مراد لیا جاسکتا ہے؟؟؟

مولانا بشیر احمد حصاری نے تو 1440ھ کی تاریخ بتائی ہے جس میں امام مہدی کے آنے یعنی ظہور ہونے کی پیش گوئی کی گئی ہے[19]۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کی عمر ایک ہزار برس سے بڑھ کر ہے کیونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی عمر ملاکر یہودیوں کی عمر کے برابر بنتی ہے اور اہل روایت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کی بعثت تک یہودیوں کی عمر دو ہزار برس سے زیادہ ہے اور نصاریٰ کی عمر اس وقت چھ سو برس بنتی ہے[20]۔ پس یہودیوں کے دو ہزار برس سے اگر عیسائیوں کے ساڑھے پانچ سو برس نکال لئے جائیں تو پندرہ سو سے کم عرصہ بچتا ہے۔ اسی طرح امام سیوطی نے بھی فرمایا کہ آثار سے پتہ چلتا ہے کہ اس امت کی عمر ایک ہزار برس سے کچھ اوپر ہوگی اور یہ بڑھوتری 500 برس سے قطعی طور پر زیادہ نہیں ہوگی[21]۔ ڈاکٹر امین جمال الدین کی تحقیق بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کی عمر چودہ سو سال سے کچھ زیادہ بنتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ صحیح آثار پر مبنی مشاہیر علماء کے کلام کی روشنی میں جو حساب اب تک لگایا ہے۔ یہ ان آخری فتنوں اور جنگوں کی تیاری کا مرحلہ ہے جو قیامت کی بڑی نشانیوں سے پہلے ظہور پذیر ہونے والی ہیں[22]۔ جب

---

[15] حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر سفیانی سینتیس (37) میں نمودار ہوا تو اس کی سلطنت اٹھارہ ماہ ہوگی اور اگر وہ انتالیس (39) میں آیا تو اس کی حکومت نو ماہ ہوگی۔ (کتاب الفتن، حدیث 795)

[16] سنن ابی عمرو دانی، 5/573

[17] الحاوی، 2/68

[18] کتاب الفتن، حدیث 916

[19] مولانا بشیر احمد تلمیذ بنوریؒ، ظہور امام مہدی، الھادی لاہور 2014ء، ص 75و98

[20] فتح الباری، کتاب الاجارۃ، 4/449

[21] امام سیوطی، رسالۃ الکشف عن محاورۃ ھذہ الامۃ الالف، دار لکتب العلمیہ، بیروت 1415ھ، ص 206

[22] عمر امۃ الاسلام وقرب ظہور المھدی، اردو مترجم پروفیسر خورشید عالم، خدام القرآن لاہور 2008ء، ص 36

کہ محدث ابو جعفر فرماتے ہیں کہ امام مہدی دو سو سال میں ظاہر ہوں گے[23]۔ اسی طرح مسلم کی ایک حدیث میں جو قیامت کی مثال آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو ملا کر دی تھی[24]، تو کیا اس سے مراد 2200 لیا جا سکتا ہے؟ یا ہجری سال 2000؟؟

لیکن یہ تو قیامت کے بارے میں فرمایا جو یقیناً ظہور سفیانی، امام مہدی کے ظہور، فتنہ دجال اور نزول عیسیٰ کے بعد واقع ہوگی اور اس میں ایک عرصہ لگے گا جو شاید چند سو برس ہوں؟ مذکور حدیث کے راوی حضرت قتادہ اس حدیث کے متعلق فرمایا کرتے کہ جس طرح ایک انگلی دوسری سے بڑی ہے تو گویا ایسا ہی ایک صدی پوری اور ایک میں کمی ہوگی[25]۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عرب کے لیے ہلاکت ہے اس فتنہ سے جو قریب آچکا ہے[26]۔ کیا عرب کی موجودہ حالت اس حدیث کی مصداق نہیں ہے؟ اسی طرح ابو داؤد میں سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت اپنے پروردگار کے نزدیک اتنی عاجز تو نہیں ہوگی کہ اسے آدھے دن کا مہلت بھی نہ دیا جائے یعنی قیامت آدھے دن سے پہلے نہیں آئے گی۔ حضرت سعدؓ سے جب آدھے دن کی وضاحت طلب کی گئی تو آپؐ نے فرمایا، پانچ سو سال[27]، کیونکہ قیامت کا ایک دن ہزار برس کا ہوگا۔ تو اب ڈیڑھ دن ہونے کو ہے اور قیامت کے قیام میں شاید مدت قلیل باقی ہو۔ دوسری طرف بائبل میں بھی 2300ء کے بعد دنیا کے اختتام کا ذکر ملتا ہے۔

بنی اسرائیل کے نبی حضرت دانیالؑ نے بھی پیش گوئی دی[28]۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ کتاب مقدس میں ایک دن ایک سال کے برابر بتایا گیا ہے یعنی جہاں کہیں بھی دن کا ذکر آئے، خاص کر آنے والے وقت میں تو اس سے مراد دن نہیں بلکہ سال ہوتا ہے جیسا کہ حزقیل میں درج ہے کہ میں نے تمہارے لیے ایک دن کو ایک سال کے برابر کر دیا ہے[29]۔ اس لیے کتاب مقدس کے لفظ "دن" کو "سال" میں تبدیل کر دیا گیا۔ حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں (دانیال) نے فرشتوں کی یہ باتیں سنی تو میں (دانیال) سمجھ نہ سکا اس لیے اللہ سے کہا کہ اے خداوند ان کا کیا انجام ہوگا؟ جواب ملا کہ یہ آخری وقت تک بند و سر بہ مہر رہیں گی۔۔ جس وقت دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی 1290 دن ہوں

---

[23] کتاب الفتن، حدیث 907

[24] صحیح مسلم، حدیث 2079

[25] مسلم، حدیث 2903

[26] سنن ابو داؤد، حدیث 855

[27] (ابو داؤد، حدیث 956)

إسناده ضعيف لانقطاعه. شريح بن عبيد لم يدرك سعد بن أبي وقاص. وقد روي الحديث من طريق آخر لكنه ضعيف أيضاً. أبو المغيرة: هو عبد القدوس بن الحجاج الخولاني.وأخرجه نعيم بن حماد في "الفتن" (1788) و (1958)، وأحمد (1464) و (1465)، والطبراني في "مسند الشاميين" (1449)، وأبو نعيم في "الحلية" 6/ 117، والحاكم 4/ 424 -"الفتح" 11/ 350 - 352

[28] دانی ایل، 8: 13-14

[29] حزقی ایل، 4: 6

گے۔مبارک ہے وہ جوایک ہزار تین سو پینتیس(1335)روزتک انتظار کرتا ہے[30]۔اب یہ بھی ایک معمہ ہے اور بالفاظ کتاب مقدس"یہ آخری وقت تک بند وسربہ مہر رہیں گی"،اہل کتاب خود مشوش ہیں کہ ان سالوں سے کیا مراد ہے[31]؟

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ رہا کہ حضرت امام مہدی کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کب آئیں گے تاہم جو علامات احادیث یا اخبار میں وارد ہیں جن سے علماء کرام نے جو اندازے لگائے ہیں، ان کی روشنی میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ امام مہدی کے آنے کا وقت گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے میں کم ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد جو وقت گزر گیا ہے، اس سے کم وقت باقی ہے۔مگر یہ بھی محض ایک اندازہ ہے کیونکہ امام مہدی کے آنے کا وقت بھی قیامت کی طرح صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔اور ان حکمتوں میں سے ایک حکمت خداوندی علماءنے یہ بتائی ہے کہ لوگ بے خبر ہوکر گناہوں میں نہ لگ جائیں۔اگر وقت مقررہ بتایا جاتا تو پھر پچھلے لوگ بے غم ہوکر گناہوں میں لگے رہتے کہ ہمیں کیا جن پر آئے وہ بھگت لیں۔اس لیے اس کو پوشیدہ رکھا گیا۔

30 دانی ایل،8: 13-14

31 بعض حضرات نے ان تواریخ کی گھ جوڑ کی کوشش ضرور کی ہے لیکن وہ درست نہیں ہے۔